سوال و جواب

دینِ قیّم اور ثقافت

زنانہ اسلامیہ کالج لاہور سے محترمہ زینب خاتون کاکاخیل کا ایک اہم مراسلہ موصول ہؤا ہے۔ جس میں دین اور ثقافت کے باہمی تعلق کی بحث میں بعض نکات پر اعتراض کیا گیا ہے۔ یہ مراسلہ اور اعتراضات کا جواب درج ذیل ہے:

"آپ کے رسالہ "ثقافت" بابت ماہ مارچ ۱۹۵۵ء میں سوال و جواب کے عنوان کے تحت "دین اور ثقافت" پر جو فاضلانہ بحث کی گئی ہے، اسے میں نے کئی بار پڑھا۔ اور ہر بار اس کے بعض نکات پر میرے ذہن میں چند ایک اعتراضات اٹھے جن کو بالآخر پوری دیانت اور خلوص نیت کے ساتھ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

یہ بجا ہے کہ اسلام وسیع القلبی کی تعلیم دیتا ہے وُہ خود زمان و مکان کا پابند نہیں ہے۔ ابدی ہے۔ لہٰذا اگر ہم اسکے متعلق کوئی جامد و متحجر نظریہ قائم کریں گے تو ہم خود ہی زمانے کی ارتقائی حرکت میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جائینگے لیکن دینِ قائم رہیگا یہ بھی بجا ہے کہ دینِ قیم فطرت کے چند ایک ان اٹل قوانین کا مجموعہ ہے جن کو قبول کرنے اور انکی صحت پر گواہی دینے کے لئے ہر انسان کے قلب اور اصل فطرت میں صلاحیت رکھی گئی ہے۔ دین کوئی انسانی فطرت کے علاوہ خارجی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ہر شخص کے ضمیر کی آواز ہے لیکن یہ بھی تو ملحوظ خاطر رہے کہ ہر شخص اپنے ضمیر کی اس آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو مبعوث فرمایا، تاکہ وہ غافل انسانوں کی توجہ اپنی ضمیر کی اس آواز کی طرف منعطف کرائیں اور دینِ قیم جو کہ زندگی کی ابدی اور اساسی اقدار کا مجموعہ ہے اس پر ہی انسانی زندگی کی تعمیر کریں تاکہ انسانی معاشرہ باوجود حرکی و نمو پذیر ہونے کے دین کی انہی ابدی اقدار کے سرچشموں سے دمادم فیضیاب ہوتا ہے انسانی معاشرے کے اندر ان کا ظہور ہی اصل دین ہے ورنہ یہ کوئی مجرد چیز نہیں جس کا اصل زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ لفظ ثقافت یا کلچر جیسا کہ آپ کی فاضلانہ تعریف سے ظاہر ہے۔ قریباً زندگی کے تمام پہلوؤں پر شامل ہے۔ ایں مقدمے سے ظاہر ہے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ: "دین ہر کلچر میں زندہ رہ سکتا ہے، اور کسی خاص کلچر کو دین کی گردن پر سوار کرنا تو ایک کلچر وکاف تشبیہہ کے ساتھ فعل ہے"۔ کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔ آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ دینِ قیم ثقافت سے صرف اتنا تقاضا کرتا ہے "کہ زندگی کی بنیادی قدروں کو ملحوظ رکھے باقی جزئیات سے دین کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً لباس ہی کو لیجئے دین کے نزدیک اسکی بنیادی قدر ساتر ہونا ہے اسکے رنگ، تماش، وضع قطع تراش و دوخت سے دین کو کوئی غرض نہیں۔ یہ سب باتیں زمان و مکان کے مطابق تغیر پذیر ہیں۔ اسی طرح غذا میں بھی دین حلال و حرام اور خبیث و طیب کا فرق ملحوظ رکھتا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس دین کی روح ثقافت کے تمام اداروں میں کار فرما ہے۔ گویا دینِ قیم انسانی زندگی کو ایک خاص مزاج عطا کرتا ہے۔ جس کو شرک، جبر و استبداد

معاشی بے انصافی، عریانی و زنا یا کی جیسے منکرات قطعاً موافق نہیں آتے۔ درآنحالیکہ کفر کے اندر یہ سب برائیاں پرورش پاتی ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر آپ کا یہ فرمانا مناسب نہیں کہ دین ہر کلچر میں زندہ رہ سکتا ہے اور کسی خاص کلچر کو دین کی گردن پر سوار کرنا کلچر (کاف تشبیہہ کے ساتھ) فعل ہے۔ دین ہر کلچر میں زندہ رہ سکتا ہے لیکن سرچشمۂ زندگی نہیں بن سکتا۔ اور جہاں تک میری ناقص معلومات کا تعلق ہے مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی کبھی کسی خاص کلچر کو دین کی گردن پر سوار نہیں کیا ہاں دین کی اساس پر ثقافتوں کی عمارتیں ضرور اٹھائیں۔

اس کے بعد آپ نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر ثقافت کو ہی اصل دین سمجھ لیا گیا تو ہر ملک اور ہر قوم کا دین الگ الگ ہو جائیگا۔ اور ادھر وحدت انسانی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ یہ بجا ہے کہ کسی خاص ثقافت کو اس کی تمام فروعات کے ساتھ اگر اصل دین کو سمجھ لیا جائے تو انسانی قلب میں تنگی اور بغض پیدا ہوتا ہے جو منشائے دین قیم کے سراسر خلاف ہے لیکن اس کے برعکس وحدتِ انسانی کے حصول کی خاطر دین کو ثقافت یعنی زندگی سے بالکل الگ محض مجرد عقاید کا مجموعہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ہر قیمت پر وحدت انسانی حاصل کرنا خود منشائے الٰہی کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آیہ کریمہ: ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ الخ۔ سے ظاہر ہے۔

اس کے بعد میں آپ کے تحقیق و تبحر علمی کا پورا احترام کرتے ہوئے جو کچھ آپ نے سازش عجم و عرب کے متعلق فرمایا ہے اس سے بھی آپ سے اختلاف کرنے کی جرأت کرتی ہوں۔ میرے خیال میں اگرچہ عرب بھی معصوم تو نہیں ہیں لیکن جس چیز کو آپ نے سازش عرب سے تعبیر فرمایا ہے وہ بھی دراصل سازش عجم ہی ہے۔ جاہلی عرب میں نہ تو ملوکیتیں تھیں نہ عرب کی ذہنیت شاہ پرستانہ تھی۔ نہ فلسفہ کی درسگاہیں تھیں اور نہ وہاں حرم سرائیں تھیں یہ کلچر کے تمام لوازمات اہل عجم ہی اپنے ساتھ لائے اور انھوں نے ہی ان اداروں کی فلسفیانہ (JUSTIFICATION) بھی کی۔ باقی یہ کہ اہل عرب کے سیاسی عروج و اقتدار کے زمانہ میں اگر لوگوں نے عرب کلچر اختیار کیا تو نہ تو میرے خیال میں اہل عرب نے سازش کی اور نہ جبر لوگوں کو عرب کلچر اختیار کرنے پر مجبور کیا بلکہ جیسا کہ فلسفۂ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے جس قوم کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار ہو اس کا کلچر اصولاً ایک آئیڈیل کلچر کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور محکوم و مرعوب قومیں خود بخود اس کلچر کو اختیار کرتی چلی جاتی ہیں۔ عرب اقتدار یا انحطاط کے کسی دور میں پتہ نہیں چلتا کہ مسلمانوں نے عرب کلچر کو اساس دین بنا لیا ہو۔ ہاں سنت کی پیروی کے اہتمام اور جوش میں اگر بعض محبانِ الٰہی نے عمامہ، عبا، اونٹ اور عربی زبان کو بھی اختیار کر لیا تو معلوم نہیں آپ اسے دین سے انحراف و تجاوز کیوں قرار دیتے ہیں۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں تو آپ کی ہر حرکت و سکنت بھی زندگی کے کمال کا نمونہ اور ہر طلب کمال کیلئے واجب الاتباع ہونا چاہیئے۔ اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ سنت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ فرمائیے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات:

(۱) "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ... الخ

(۲) ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر الخ

(۳) فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم الخ

(۴) یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا

جس طرح کتاب حکمت کا سرچشمہ ہے اسی طرح سے آپ کی ذاتِ بھی حکمت کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے کہ دین قیم کی اساساتِ ابدی کے اظہار کا سرچشمہ ہے۔ اگرچہ لباس وغیرہ میں اتباع، معنوی اتباع کی نسبت فروتر ہے لیکن بذاتِ خود تو محمود اور واقعی باعثِ ثواب ہونا چاہیئے۔ اور ایک محب الٰہی اور عاشقِ رسولؐ کا دل ہی محسوس کرسکتا ہے کہ لباس وغیرہ میں بھی رسولؐ کی پیروی طلب کمال کی علامت اور ثواب کا مستحق ٹھہرانے والی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اتنی چھوٹی اور ظاہری باتوں کی پیروی کو کفر و اسلام کی حد اور دین کی اساس نہ کبھی تاریخ کے کسی دور میں مسلمانوں نے قرار دیا اور نہ موجودہ زمانہ میں ہی ایسا کوئی میلان پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ خدشہ بھی بے بنیاد ہے اور معاف کیجئے تنگ نظری کی دوسری حد کا سراغ دیتا ہے۔

یہ چند ایک اختلافی الفاظ کہنے کے بعد میں اس جسارت کیلئے معافی کی خواستگار ہوں لیکن آپ کے ذوقِ علمی کے پیشِ نظر امید ہے کہ آپ اس کو پسند فرمائیں گے۔ آپ نے جس مقصد کے پیش نظر یہ رسالہ جاری کیا ہے، وہ نہایت مستحسن بالشان اور وقت اور ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ دینِ قیم اسلام کی سب سے بڑی خوبی اور خصوصیت اس کا آسان اور فطری ہونا ہے۔ ہم اپنے جاہلانہ تعصبات کی بنا پر اسے تنگی و مصیبت بنا کر خود اپنی قومی موت کا سامان کرتے ہیں۔[۱] اللہ تعالیٰ شکور ہے وہ بندوں کی ذرہ برابر خوبی کی بھی ناقدری نہیں کرتا اس کا رسولؐ رؤف رحیم ہے۔ اس کا دل دین کے شدید ترین دشمنوں کی طرف سے بھی اتنا صاف ہے کہ وہ ان کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے۔ ایسے دین کے پرستاروں کو تو حسن اور خوبی کی جھلک جہاں کہیں بھی نظر آئے اسکی قدر کرنا چاہیئے اور اسکے ساتھ یگانگت پیدا کرنا چاہیئے۔ آپ نے بجا فرمایا کہ توحید کے پرستاروں کو کفر کے کا علم بردار نہیں ہونا چاہیئے۔ مسلمان اگرچہ فاقل پس ماندہ اور کمزور ہے لیکن دین اسلام جتنا طاقتور موجودہ زمانے میں ہے اتنا کبھی نہیں ہوا۔ علمی ترقیات اور سائنسی انکشافات نے انسان کو آج دینِ قیم کے بہت قریب کردیا ہے۔ اور مسلمان کو دنیا میں نہایت اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اگر وہ زندگی کی ابدی اقدار یعنی اساسِ دین کو محکم پکڑے اور فروعات سے قطع نظر کرے تو دنیا کی امامت اسی کے ہاتھ میں ہوگی۔

نیازمند: زینب خاتون کاکاخیل۔

ثقافت: آپ کا خط پڑھ کر ہمیں بے حد مسرت ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے، کہ ہماری خواتین میں بھی علمی، دینی اور ثقافتی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ آپ کے اور ہمارے تصورات میں کچھ زیادہ فرق نہیں۔ صرف تعبیر یا طریقِ ادا کا فرق ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ ..... دین ہر کلچر میں زندہ رہ سکتا ہے ــــ اور آپ کے الفاظ یوں ہیں کہ ..... دینِ قیم ثقافت سے صرف اتنا تقاضا کرتا ہے کہ وہ زندگی کی بنیادی قدروں کو ملحوظ رکھے، باقی جزئیات سے دین کو کوئی تعلق نہیں۔ ان دونوں باتوں میں طریقِ ادا کے سوا اور کوئی

---

[۱] اس موضوع پر حال ہی میں ایک کتاب الدین یسر ادارے نے شائع کی ہے تفصیلات کیلئے اس کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

فرق نہیں۔ بلکہ ہم نے جہاں یہ لکھا ہے کہ دین ہر ثقافت میں کھپ سکتا ہے وہاں دین کا یہ رجحان بھی لکھ دیا ہے کہ:

۱۔ کسی کے کلچر سے کوئی تعرض نہ کیا جائے نہ کسی متعین کلچر کو کسی پر ٹھونسا جائے۔

۲۔ ہر ایک ثقافت کے صرف اتنے حصے کو بدل دیا جائے جس کا رُخ خیر کی طرف نہ ہو۔

۳۔ جس کلچر میں کوئی خیر نظر آئے اسے لے کر اپنے کلچر کا جزو بنا لیا جائے۔

ہم جب ان شرائط کے ساتھ ہر کلچر میں دین کھپ سکنے کے قائل ہیں تو آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟

پھر آپ لکھتی ہیں کہ ..... دین قیم انسانی زندگی کو ایک خاص مزاج عطا کرتا ہے جس کو شرک، جبر، استبداد، معاشی بے تعلقی، عریانی، ناپاکی جیسے منکرات موافق نہیں آتے درآں حالیکہ کفر کے اندر یہ سب برائیاں پرورش پاتی ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر آپ کا یہ فرمانا مناسب نہیں کہ دین ہر کلچر میں زندہ رہ سکتا ہے .....

سوچیئے آپ کا یہ شبہہ کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے جبکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ..... دین ہر ثقافت کے صرف اتنے حصے کو بدلیگا جس کا رُخ خیر کی طرف نہ ہو ـــ شرک، جبر، استبداد وغیرہ میں اگر خیر نہیں بلکہ منکر ہے تو قبول دین کے بعد ان چیزوں کو کب باقی رہنے دیا جا سکتا ہے؟

آپ نے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہر ملک و قوم کا دین الگ الگ ہونا منشائے الٰہی ہے۔ حالانکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کلچر مختلف ہونے کے باوجود دین ایک ہو سکتا ہے۔ دین کی غرض کیا ہے، اسے آگے ہی بیان کر دیا گیا ہے، کہ فاستبقوا الخیرات یعنی اپنے کلچر کے اختلاف کو نہ دیکھو یہ تو یوں ہی رہے گا۔ البتہ سبقت الی الخیر کرو جو حاصل دین ہے۔

اگر آپ کو اس پر اصرار ہے کہ عربوں میں جو عیب آیا وہ خود عرب کے اندر سے نہیں آیا بلکہ عجم سے آیا تو چلئے یوں ہی سہی یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس پر مناظرہ کرنے سے کوئی نتیجہ حاصل ہو ہمیں دراصل کہنا تو یہ ہے کہ عربی کلچر صرف عربی کلچر ہے۔ دین نہیں، اس لئے جو شئے بھی عربی کلچر سے متعلق ہے اسے دین بنا کر پیش کرنا صحیح نہیں۔ اگر عرب کے عبا و جبہ میں دین کھپ سکتا ہے تو لندن کے کوٹ، پتلون میں بھی بالکل اسی طرح دین کھپ سکتا ہے۔

آپ لکھتی ہیں کہ ..... سنت کی پیروی کے اہتمام اور جوش میں اگر بعض صحابہ الٰہی نے عمامے، عبا، اونٹ اور عربی زبان کو بھی اختیار کر لیا تو معلوم نہیں آپ سے دین سے انحراف و تجاوز کیوں قرار دیتے ہیں؟

ہم نے ان چیزوں کو دین سے انحراف و تجاوز کبھی نہیں قرار دیا ہے۔ کہنا صرف یہ ہے کہ ان چیزوں کا نام سنت نہیں سنت صرف وہ طریقۂ زندگی ہے جو حضورؐ نے اختیار فرمایا۔ اس لئے ان چیزوں کو اختیار کرنے کا ثواب و عتاب حالات اور نیت وغیرہ پر موقوف ہے۔ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے جس کی ذرا سی غلط فہمی بہت دور سے جا کر ڈال دیتی ہے۔ ادھر دشمن کا حملہ ہو رہا ہو، جہاں ٹینک لے جانے کی ضرورت ہو اور آپ اونٹ کی سواری اختیار فرمائیں یہ سمجھ کر کہ یہ سنت ہے تو ہمارا خیال ہے کہ کوئی ثواب نہ ہوگا

بلکہ ایک غلط تدبیر سے ممکن ہے اُلٹا عذاب ہو۔ صرف نقالی کا نام اتباعِ سنّت نہیں۔ اتباعِ سنّت نام ہے روحِ محمدی کو اپنا لینے کا، خواہ جس کلچر میں ہو۔ اونٹ کی سواری صرف ایک عربی کلچر ہے۔ اتباعِ سنّت سے اس کا تعلق نہیں۔ اس قسم کا کورانہ اتباع قرآنی کا درست نہیں تو محض لفظی سنّت کے اتباع سے کیا ثواب ہو گا پہلے ایک آیت سنیئے:

والذین اذا ذکروا بآیت ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا ○

عباد الرحمان وہ لوگ ہیں کہ جب اُنکے سامنے آیاتِ ربّانی تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے

دیکھئے جب بلا غور و فکر قرآن تک پر اندھے بہرے ہو کر گر پڑنا اور بے حکمت کورانہ تقلید درست نہیں تو اونٹ کس شمار و قطار میں ہے؟ —— ایک روایت بھی سُن لیجئے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم علی ھامتہ من الشاۃ المسمومۃ قال معمر فاحتجمت انا من غیر سم کذلک فی یافوخی فذھب حسن الحفظ عنی حتی کنت القن فاتحۃ الکتاب فی الصلوۃ۔ (رواہ ابوداؤد عن ابی کبشۃ الانماری)۔

حضورؐ نے زہریلے گوشت کا اثر دُور کرنے کے لئے اپنے سر پر پچھنا لگوایا تھا۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے بھی بغیر اس کے کہ کسی زہر کا اثر دُور کرنا مقصود ہو اپنی چندیا پر پچھنا لگوایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری قوتِ حافظہ ختم ہو گئی حتیٰ کہ نماز کے اندر سورۂ فاتحہ تک میں مجھے لقمہ دیا جانے لگا۔

آپ نے دیکھا؟ احوال و ظروف اور اسباب و علل کو دیکھے بغیر محض نقالی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟

آپ نے اتباعِ رسولؐ کی جتنی آیتیں لکھی ہیں ان کا مطلب محض لفظی و صوری اتباع نہیں بلکہ معنوی اتباع ہے۔ حضورؐ کی طرح حضرت خلیل اللہ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع بھی ضروری ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے:

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ

لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا تجربہ کرے؟ بایں ہمہ اگر کوئی شخص حضورؐ کا صوری اتباع کرتا ہے تو وہ لائقِ صد تحسین ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ معنوی اتباع —— جو اصل اتباع ہے —— کسی آن بھی نظروں سے اوجھل نہ ہو۔

آپ کے جن جملوں کو ہم نے خط کشیدہ کر کے نمایاں کیا ہے وہی دراصل ہمارا مشن ہے۔